(الف) حدیث و سنت کا تعارف اور عملی زندگی پر اس کے اثرات

حاصلاتِ تعلم

- حدیث و سنت کا مفہوم اور ان کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- حدیث و سنت کا فرق بیان کر سکیں۔
- حدیث و سنت کے عملی زندگی پر اثرات بیان کر سکیں۔

حدیث: لفظ "حدیث" کے لغوی معنی خبر، بات چیت اور نئی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں سیدنا حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے قول، فعل (کام) اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے، اسی طرح حدیث کو "خبر" اور "سنت" بھی کہا جاتا ہے۔ جب کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ہم تک جن لوگوں نے یہ احادیث بیان کی ہیں ان کو "راوی" اور راویوں کے سلسلے کو "سند حدیث" کہا جاتا ہے اور حدیث کی عبارت کو "متن" کہا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام: حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) حدیث قولی (۲) حدیث فعلی (۳) حدیث تقریری (۴) حدیث قدسی۔

حدیثِ قولی: حدیثِ قولی کا مطلب ہے جس میں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے کسی قول یا فرمان کو بیان کیا جائے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی زبان مبارک سے اس طرح فرمایا ہے۔ جیسا کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَفْشُوا السَّلَامَ سلام کو عام کرو۔

(سنن ترمذی، حدیث: ۱۸۵۴)

حدیثِ فعلی: حدیث فعلی کا مطلب ہے جس میں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے کسی اختیار کردہ عمل اور طریقہ کو بیان کیا گیا ہو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس طرح کیا۔ جیسا کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بکری کا دودھ نکال کر نوش فرمایا اور پھر پانی سے کلی کی (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۹۹)

حدیثِ تقریری: حدیث تقریری کا مطلب ہے جس میں کسی صحابی نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں کوئی کام سرانجام دیا یا جس کام کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو علم ہوا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کو اس کام سے نہ منع فرمایا، نہ ہی اس کی تعریف کی بلکہ سکوت فرمایا یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اجازت دی یا اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہو۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرا ایک چھوٹا بھائی " ابو عمیر" تھا جس نے بلبل پال رکھا تھا اور وہ اس سے کھیلا کرتا تھا حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے گھر میں اکثر آتے رہتے تھے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی اس بلبل کو پالنے اور قید رکھنے سے منع نہیں فرمایا۔ (صحیح بخاری:۶۱۲۹، صحیح مسلم:۲۱۵۰)

حدیثِ قدسی: حدیث قدسی کا مطلب ہے جس میں معنی اور مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ سیدنا حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ: اَنْفِقْ یَا ابْنَ آدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے اولادِ آدم! تم (میرے بندوں) پر خرچ کرو تو میں تمھارے اوپر خرچ کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۵۳۵۲)۔

سنت: "سنت" کے لغوی معنی "طریقہ" اور "راستہ" کے ہیں۔ اصطلاح میں حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی گزارنے کے اختیار کردہ طریقہ کو کہا جاتا ہے اور اس عمل کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بار بار کیا ہو۔ سنت کو قرآن کریم نے "اسوہ حسنہ" کے نام سے بیان کیا ہے۔

حدیث و سنت کی اہمیت: اسلام میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین کامل رکھنا ضروری ہے اسی طرح حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانا بھی اہم ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ حسنہ کو سب سے بہتر نمونۂ عمل سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات پورے کیے جائیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: تمھارے لیے پیغمبر کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے (سورۃ الاحزاب: ۲۱)۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک ہستی ہمارے لیے ہر وقت مشعلِ راہ اور نمونۂ عمل ہے، ہماری فلاح تب ممکن ہے جب ہم اپنی سیرت و کردار و عمل کو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ میں ڈھال لیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہدایات و تعلیمات کو اپنائیں، یہ ہدایات حدیث و سنت کی شکل میں موجود ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰىکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ (سورۃ الحشر: ۷) ترجمہ: اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تمھیں جو بھی دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ اس آیت کریمہ میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام احکامات و تعلیمات کو قبول کرنے اور منع کردہ

چیزوں سے رک جانے کا امت کو واضح حکم ہے۔ ایک حدیث میں حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ترجمہ: جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما، اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (حلیۃ الاولیاء للاصبہانی، ج ۸، ص ۲۰۰)

حدیث و سنت کی ہماری زندگیوں میں اس لیے بھی بہت اہمیت ہے کہ سنت و حدیث ہی حقیقت میں احکامات قرآن کی توضیح اور تشریح ہیں، چنانچہ قرآنِ کریم میں بے شمار ایسے احکامات ہیں جن کا تعین، تشریح نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بغیر ناممکن ہے مثلاً: نماز کی رکعات کی تعداد اور ارکان و سنن و تسبیحات وغیرہ۔ روزہ کی حالت میں کن چیزوں سے بچنا چاہیے، زکوٰۃ کا نصاب اور اموالِ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے۔ حج کے مناسک کس طرح ادا کرنے چاہییں؟ ان تمام عبادتوں کو اپنی زندگی میں عملی طور پر کیسے ادا کیا جائے؟ ان کے جوابات ہمیں صرف و صرف حدیث و سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور حیاتِ طیبہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور اتباع سنت میں سب سے بڑھ کر تھے، ان کو یہ بات بہت پسند تھی کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سفر میں ہوں یا حضر میں، کہاں اور کس انداز سے اپنے کام سر انجام دیتے ہیں، چنانچہ وہ بھی اسی کام کو اسی انداز سے ادا کرتے اور سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرتے تھے۔

حدیث اور سنت کا فرق: "حدیث" اور "سنت" کم و بیش ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں صرف معمولی سا فرق ہے۔ یعنی حدیث عموماً قول کے لیے اور سنت فعل و عمل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

قرآن و سنت کا باہمی تعلق: قرآن مجید "متن" کی حیثیت رکھتا ہے اور سنت و حدیث "شرح" کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قرآن مجید کا مبلغ، شارح اور معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پیغمبر کا صرف یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ احکام الٰہی لوگوں کو زبانی سنا دیں، بلکہ ان کے فرائض منصبی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ان احکام خداوندی کے مفاہیم اور فوائد و حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے ان کی عملی تشریح بھی امت کے سامنے پیش کر کے دکھائیں۔ اور اس صراط مستقیم پر خود چل کر عملی نمونہ لوگوں کو سمجھائیں۔ تاکہ لوگ احکام الٰہی کی تعمیل میں کسی قسم کی کمی و کوتاہی سے بچ جائیں۔

حدیث و سنت کے عملی زندگی پر اثرات: انسانی زندگی پر حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت کے نہایت اہم اثرات مرتب ہوتے ہیں، جو سنت نبوی کے لازمی نتائج شمار ہوں گے۔ چنانچہ ذیل میں کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں:

- آدمی اپنی ضروریات اور اعمال کو بہر حال پورا کرنے کی جدوجہد کرتا ہے، پس اگر ان اعمال میں سنت نبوی کا اہتمام ہو گا تو یہ اعمال عبادت شمار ہوں گے۔ مثلاً: کھانا پینا انسان کی ضرورت ہے، اگر سنت کی نیت سے باادب ہو کر دستر خوان پر اکٹھے بیٹھ کر اجتماعی کھانے کا اہتمام کیا جائے تو یہ کھانا بھی عبادت ہے۔
- سنتِ نبوی کے اہتمام سے انسانی صحت اور ماحول کی بہتری کا سامان میسر ہو گا، کیوں کہ سنت نبوی حلال و پسندیدہ چیزوں کے استعمال کرنے اور پاکیزگی وصفائی کا درس دیتی ہے جس سے تمام بیماریوں کا سدباب ہو گا۔
- سنت نبوی کی پیروی اختلافات کو دور کرتے ہوئے اتحاد و یکجہتی پیدا کرتی ہے، تمام لوگوں کو عملی زندگی گزارنے کا مشترکہ دستور ملنے سے ان میں نااتفاقی کا رجحان کمزور پڑ جاتا ہے۔
- سنت نبوی کے اتباع سے باطل اور شیطانی راہوں کی روک تھام ہوتی ہے، حق اور نیکی کے ماحول کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جس سے تمام سماجی اور اخلاقی برائیوں کا سدباب ہوتا ہے۔
- بہت سارے مسائل میں سائنس نے بھی سنت کی تائید کی ہے اگرچہ سنت کو سائنس کی تائید کی ضرورت نہیں ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

- ہمارے موجودہ ماحول میں سنت نبوی کے ہماری عملی زندگی میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ استاد کی نگرانی میں نکات تحریر کریں۔
- حدیث قولی، فعلی، تقریری اور قدسی کی تعریف مثالوں کے ساتھ شیٹ پر لکھ کر کلاس میں آویزاں کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ حدیث وسنت پر مضمون تحریر کریں۔

۲۔ حدیث کی اقسام پر نوٹ تحریر کریں۔

۳۔ ہماری زندگی پر سنت سے مرتب ہونے والے اثرات پر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ سنت سے کیا مراد ہے؟ قرآن کریم کی روشنی میں تحریر کریں؟

۲۔ حدیث کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

۳۔ سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

۴۔ "اسوہ" کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۵۔ متن حدیث کسے کہتے ہیں۔

۶۔ سند حدیث کی تشریح کریں۔

۷۔ "راوی" سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

۸۔ حدیث "جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے" وضاحت کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ سنت کے لغوی معنی ہیں:

(الف) بات چیت　　(ب) قانون

(ج) رسم و رواج　　(د) طریقہ

۲۔ مفہوم اللہ تعالیٰ کا اور الفاظ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو وہ حدیث کہلاتی ہے:

(الف) تقریری　　(ب) فعلی

(ج) قولی　　(د) قدسی

۳۔ حدیث کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے لفظ:

(الف) سنت　　(ب) عقل

(ج) قیاس　　(د) اجماع

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ وطالبات میں سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور جدید سائنس کے عنوان پر کلاس میں تقریری مقابلہ کروائیں۔

(ب) ۱۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۱ تا ۵

حدیث (۱): خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۰۲۷)

ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

تشریح: اس حدیث میں قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے والے (معلم و متعلم) کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم اللہ جل جلالہ کی آخری مقدس کتاب ہے جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوئی، جو کہ انسانوں کے لیے تا قیامت ضابطہ حیات ہے۔ یہ وہ مبارک کتاب ہے، جس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، جس طرح تمام عالم میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے، اسی طرح تمام کلام و کتب میں قرآن کریم اعلیٰ اور اتم ہے، اس میں ہمارے نفع و نقصان اور فوز و فلاح کی سب باتیں لکھی ہوئی ہیں، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کریم کو اخلاص کے ساتھ پڑھیں جس کے ساتھ فہم و تدبر اور غور و فکر بھی ہو، دوسروں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں، اس کی دعوت کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اور خود عمل کریں اس کے مطابق عمل کرنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

حدیث (۲): اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (سنن الترمذی، حدیث: ۳۳۸۳)

ترجمہ: سب سے بہتر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، اور سب سے بہتر دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ذکر و دعا کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ "ذکر اللہ" اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوت قرآن اور دعا و استغفار سب کو شامل ہے۔ لیکن مخصوص عرف و اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس، توحید و تمجید، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفات کمال کے بیان کرنے کو "ذکر اللہ" کہا جاتا ہے۔ "دعا" کسی کم تر کا اپنے برتر سے کچھ مانگنا اور مانگنے پر اظہار عاجزی کرنا دعا کہلاتا ہے، دعا سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتے ہوئے اس کی بارگاہ میں التجا کرنا اور درخواست پیش کرنا۔ دعا حصول مقصد کا ایک وسیلہ ہے یعنی بندہ جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتا ہے اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے کی تلقین کرتا ہے اس لیے اس کو "کلمہ توحید اور کلمہ ایمان" کہا جاتا ہے۔ تمام اذکار میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو افضل ذکر اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کلمات تمام صفات کمال کا جامع اور عظمت و کبریائی میں برتر ہیں۔ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کر اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہیں۔ نیز اس کو دل کے یقین اور سچائی کے ساتھ اقرار و اعتراف کرنے کے باعث آدمی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاتا ہے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" یہ بھی اگرچہ ذکر کا کلمہ ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک دعا بھی ہے کیوں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی برکت اور تاثیر سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور گناہ مٹ جاتے ہیں۔ چونکہ ذکر و دعا اللہ تعالیٰ کے قرب خصوصی کے حصول کا ذریعہ ہیں لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ذکر و دعا کا عنصر غالب اور نمایاں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب خصوصی حاصل کر سکیں۔

حدیث (۳): مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (سنن ابی داؤد، حدیث:۴۶۸۱)

ترجمہ: جس شخص نے کسی سے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھا، اللہ ہی کے لیے دیا، اور اللہ ہی کے لیے روکا، پس بیشک اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بندہ مومن کے لیے ایسے چار اصول بتائے ہیں جو تکمیل ایمان کا باعث ہیں۔ محبت کرنا اور بغض رکھنا دونوں فطری عمل ہیں، لیکن دونوں کا تعلق دل سے ہوتا ہے، اسی طرح لوگوں کو مالی فائدہ پہنچانا اور کچھ دینا یا محروم رکھنا، اعضاء ظاہری کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو کہ انسان کا ظاہر ہے۔ اس لیے حدیث مبارکہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کامل مومن اس وقت بنتا ہے جب اس کے باطنی اعمال اور ظاہری اعمال خالص اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لیے ہوں، ان میں ریاء اور دکھاوے کی آمیزش نہ ہو اور دل خود غرضی سے پاک ہو، پھر خاص طور پر محبت، عداوت اور انفاق فی سبیل اللہ میں اللہ تعالیٰ کی منشا اور رضا کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔ یہی کامل ایمان کی نشانی ہے۔

حدیث (۴): اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔ (سنن الترمذی، حدیث:۴۸۴)

ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو کہ مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجنے والا ہو گا۔

تشریح: اس حدیث میں درود شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا وجود مسعود ہم تمام انسانوں کے لیے باعثِ برکت اور سعادت مندی ہے۔ آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہی کی بدولت ہمیں دینِ اسلام کی پہچان ملی۔ درود شریف اور سلام اصل میں ایک تحفہ ہے، جس کو مسلمان اپنے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ درجہ کی دعا ہے جو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور محبت کے اظہار کے لیے آپ کے حق میں کی جاتی ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے بے انتہا محبت کریں، آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت اور سنت پر عمل کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حضور میں عقیدت و محبت اور وفاداری و نیاز مندی کا نذرانہ پیش کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے کثرت سے "درود شریف" پڑھنے کا اہتمام کریں تاکہ ہمیں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا روحانی قرب حاصل ہو اور حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے بھی حقدار ہو جائیں۔

سرگرمی دورد شریف کے فضائل پر تقریر کروائیں۔

حدیث (۵): لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (صحیح البخاری، حدیث:۱۵)

ترجمہ: تم میں سے کسی کا بھی ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کو علامت ایمان بتایا گیا ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کرنے میں تمام اقسام کی محبتیں جو ماں باپ اور بیوی بچوں کی محبت کی طرح ہوتی ہیں، دوسرے طبعی اسباب یا نفسانی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہیں سب شامل ہیں یعنی حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ اختیاری محبت رکھ کر جب تک بندہ اپنی خواہشات، اپنی مرضی، اپنا مال، اولاد اور اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کے سامنے قربان نہ کر دے اس وقت تک وہ کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس بات کی توثیق آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ایک اور حدیث سے بھی

ہوتی ہے، جس میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: "تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس شریعت کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لاکر آیا ہوں"۔

(شرح السنۃ للبغوی، ج۱، ص۲۱۲۔۲۱۳)

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

- خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔
- اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً۔

۲۔ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ کی تشریح تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ ذکر اللہ سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کریں۔

۳۔ لاالٰہ الااللہ کو افضل ذکر کیوں کہا گیا ہے؟

۴۔ دعا سے کیا مراد ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ حدیث میں افضل ذکر کہا گیا ہے:

(الف) سبحان اللہ کو　　(ب) الحمد للہ کو

(ج) اللہ اکبر کو　　(د) لا الٰہ الا اللہ کو

۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "التجا کرنا" کہلاتا ہے:

(الف) حمد　　(ب) ذکر

(ج) دعا　　(د) صلوٰۃ

۳۔ اطمینان قلب کا ذریعہ ہے:

(الف) شکر　　(ب) صبر

(ج) ذکر　　(د) سخا

حدیث (۶): طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۴)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی اہمیت و فضیلت بتائی گئی ہے۔ موجودہ دور میں ہر قسم کی معلومات جاننے اور ہر طرح کے علوم و فنون کے بارے میں دسترس رکھنے کو "علم" سے تعبیر کیا جاتا ہے، البتہ ابتدائے اسلام میں "علم" سے خاص طور پر قرآن و حدیث کا علم مراد لیا جاتا تھا، جس کے ذریعے اپنے خالق ومالک کا قرب حاصل ہو سکے اور ہر اچھے اور برے کی پہچان ہو سکے تاکہ اعمال صالحہ کے بجالانے کی کوشش کی جاسکے اور معاصی سے اجتناب کیا جاسکے۔

علم کی دو حیثیتیں ہیں:

(۱) فرض عین: ہر آدمی چاہے مرد ہو یا عورت کو اتنا علم سیکھنا ہے، جس کے ذریعہ وہ عقیدہ کی ضروری باتیں، حلال و حرام، پاک وناپاک اور اپنی ذمہ داریوں کی پہچان کر سکے۔

(۲) فرض کفایہ: دین کا مکمل علم حاصل کرنا اور دنیاوی علوم وفنون کا حصول فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں انفرادی اور اجتماعی طور پر علم کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں تاکہ وہ آئندہ کے نسلوں کی تربیت اسلامی خطوط پر کریں تاکہ اسلام کا مطلوب صالح معاشرہ تکمیل پاسکے۔

لہٰذا ہمیں علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے ذریعہ مفید اشیاء کو حاصل کریں اور مضر چیزوں سے اجتناب کریں تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

حدیث (۷): اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ۔ (الدررالمنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ للسیوطی، ح: ۲۸۰)

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نماز کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے اور نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں "اَلصَّلَاةُ" کا لفظ "درود شریف" اور "نماز پڑھنے" کے لیے استعمال ہوا ہے، تاہم نماز کے معنی میں سب سے زیادہ آیا

ہے، ہر عاقل بالغ، مسلمان مرد اور عورت پر پانچ وقت کی نماز ادا کرنا فرض ہے۔ نماز کے ذریعہ بندہ کا تعلق اور رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم رہتا ہے۔ نماز ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی رحمت و رضا حاصل ہوتی ہے، جو نماز ترک کرتا ہے اس کا رابطہ اور تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے کئی جگہ اس کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔ مثلاً: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔(البقرہ:۴۳)۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: ۱۔ توحید و رسالت کی گواہی دینا۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور ۵۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ (متفق علیہ)۔ لہٰذا ہمیں پانچ وقت نماز کو اہتمام کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہیے تاکہ ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ مضبوط ہو اور قرب و رحمت خداوندی حاصل ہو۔

حدیث (۸): مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۳۸)

ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے جذبے سے رکھے (اس کے سبب) اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں رمضان کے روزے فرض ہونا، رمضان کے روزوں کی اہمیت اور روزہ کا باعثِ مغفرت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ رمضان کے روزے رکھنا اسلام کا اہم رکن ہے۔ جو سن دو ہجری میں فرض ہوا۔ رمضان کے مہینے میں ہر عاقل بالغ، مقیم اور تندرست آدمی پر روزے رکھنا فرض ہیں۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے جس کے ذریعے تقویٰ پیدا ہوتی ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے۔ (سنن نسائی: ۲۲۲۴)۔ روزہ رکھنے سے انسان کی صحت بہتر رہتی ہے اور دوسرے ضرورتمندوں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

سرگرمی "روزہ کے فوائد" طلبہ سے نکات میں تحریر کروائیں۔

حدیث (۹): رَبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۹۱۳)

ترجمہ: ایک دن یا ایک رات جہاد میں بسر کرنا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کرنے کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے، کہ مورچہ بند ہو کر ملکی سرحدوں کی حفاظت و نگرانی کرنا بھی جہاد شمار کیا گیا ہے۔ اور ان تمام کاموں کو جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سرانجام دیتے ہیں، ایسے مجاہدین اور اسلامی ممالک کے جانبازوں کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے، چنانچہ اس حدیث میں بتایا گیا

ہے کہ مورچہ بند اسلامی مجاہد اگر ایک دن یا ایک رات سرحدوں کا دفاع کرتے ہیں تو ان کو مہینہ بھر دن کے روزوں اور راتوں کے تہجد سے بہتر ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد، وطن اور وطن کی سرحدوں کی حفاظت کے جذبے سے سرشار ہوں۔ تاکہ اسلام، ملک اور وطن پر کوئی میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے اور دین کا اعزاز بھی قائم رہے، اسی میں ہی فلاحِ دارین ہے۔

حدیث (۱۰): كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۸۹۳)

ترجمہ: تم سب نگران ہو، اور تم سے تمھاری نگرانی میں موجود افراد اور رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

تشریح: اس حدیث میں ہر آدمی کو نگران قرار دیا گیا ہے۔ نگران ہر وہ آدمی ہے جس کو سماجی طور پر یا دنیاوی اعتبار سے کچھ امور کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے ماتحت رہنے والے محکوم افراد کو رعیت کہا جاتا ہے۔ نگران کے فرائض منصبی میں سے یہ ہے کہ وہ ان کی تربیت و اصلاح کا ذمہ دار ہے، یعنی کہ ان میں سے ہر ایک کو ادب سکھائے اور ان کو ٹھیک حالت میں رکھے۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک آدمی اپنے اعمال کا حساب کتاب تو دے گا ہی، لیکن اگر کسی کے پاس دنیا میں کوئی عہدہ یا منصب یا ذمہ داری تھی تو اس کے ماتحتوں کے بارے میں بھی اس سے باز پرس ہوگی۔ چنانچہ بادشاہ سے اس کی پوری قوم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا، ان کے حقوق پورے کیے، ان کے جان و مال کا تحفظ کیا یا نہیں۔ بیوی سے گھر کے متعلق، شوہر سے بیوی بچوں اور ان کی بہتر کفالت، تعلیم و تربیت کے متعلق، کوئی ملازم یا عہدیدار ہے تو اس سے متعلقہ امور کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ استاد سے کلاس میں شاگردوں کے متعلق باز پرس ہوگی، پھر اس کے جواب کے مطابق اس سے معاملہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہر انسان سے اپنے اعضاء کے متعلق بھی پوچھا جائے گا کہ ان کو کہاں پر استعمال کیا یا تو انعام کا حقدار ہوگا یا سزا کا۔ چنانچہ تمام لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اپنے ماتحتوں اور معاشرے کے کمزور لوگوں کے حقوق اہتمام سے سرانجام دیں اور ان کے حقوق پر دست اندازی سے پرہیز کریں۔

سرگرمی استاد اور طلبہ کی ذمہ داریوں کی تفصیل باہمی مباحثہ کے بعد نکات کی صورت میں طلبہ سے تیار کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔
- اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔

۲۔ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ۔ کی تشریح تحریر کریں۔

۳۔ حدیث رَبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ کی روشنی میں وطن کے سرحدوں کی حفاظت کی فضیلت و اہمیت بیان کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ علم کی دو حیثیتیں کون سی ہیں؟ تحریر کریں۔

۲۔ اسلام کی بنیاد کن باتوں پر ہے؟

۳۔ روزہ کی فضیلت کے متعلق کوئی ایک حدیث تحریر کریں۔

۴۔ روزہ کن لوگوں پر فرض ہے؟ بیان کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "دین کا مکمل علم حاصل کرنا" ہے:

(الف) فرض عین	(ب) فرض کفایہ
(ج) سنت	(د) مستحب

۲۔ حدیث میں "دین کا ستون" کہا گیا ہے:

(الف) روزہ کو	(ب) زکوٰۃ کو
(ج) حج کو	(د) نماز کو

۳۔ حدیث میں "جہنم کی آگ سے ڈھال" قرار دیا گیا ہے:

(الف) نماز کو	(ب) زکوٰۃ کو
(ج) روزہ کو	(د) حج کو

(ب)   ٣۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۱۱ تا ۱۵

حدیث (۱۱): اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۶۸۲)

ترجمہ: تم میں سے مکمل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق دوسروں سے اچھے ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں اچھے اخلاق کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ "اچھے اخلاق" کو کمالِ ایمان کی شرط بتایا گیا ہے، ایمان واخلاق کے گہرے تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔

حسن اخلاق: زندگی گزارنے میں دین کے اصول وضوابط کو بجالانا، اوروں کو تکلیف دینے کے بجائے ان سے اچھا برتاؤ کرنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا اور ان کی مالی مدد کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے سرانجام دیں تو یہ "حسنِ اخلاق" کہلاتا ہے۔ حسنِ اخلاق کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں" (مسند احمد، حدیث: ۶۷۳۵)۔ بسا اوقات آدمی نفلی عبادات کے اعتبار سے سست لگتا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے یہاں "حسنِ اخلاق" کے بدلے بلند مرتبہ پالیتا ہے۔

سرگرمی حسنِ سلوک / اخلاق حسنہ کے فوائد پر باہمی مذاکرہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۲): خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔ (الجامع الکبیر للسیوطی، ح: ۱۱۷۶۰)

ترجمہ: بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچائے۔

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ "لوگوں کے لیے نفع بخش ہونا" آدمی کے بہتر ہونے کے لیے ضروری ہے۔ انسان کی بہتری کا دارومدار لوگوں کے نفع مند ہونے پر موقوف ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایسے آدمی کو پسندیدہ بندہ شمار کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق انسانوں، چرند، پرند، حشرات اور ہر ایک کو نفع پہنچائے، ان کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ اپنی طرف سے ان کو حتی الامکان نفع پہنچائے، ان کے کھانے پینے اور دیگر سہولتوں کا انتظام کرے۔ اس مذکورہ حدیث میں سب سے اچھے انسان ہونے کی علامت بتائی گئی ہے کہ "سب سے اچھا شخص وہ ہے جو دوسرے لوگوں (چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم) کے لیے فائدہ مند ہو۔"

سرگرمی "دوسروں کے لیے نفع مند ہونے کے نکات" باہمی بحث ومباحثہ کے بعد طلبہ سے تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۳): لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔ (سنن الترمذی، حدیث: ۱۹۱۹)

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت و تکریم نہ کرے۔

تشریح: اس حدیث میں بزرگوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلام نے انسانوں کو بے حد عزت واکرام بخشا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے۔ (سورۃ الاسراء: ۷۰) تمام مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا ہے، رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوستوں اور مسافروں سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے نیز اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسرے لوگوں سے نیکی اور حسن معاشرت کے اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ ایک پر امن اور صالح معاشرہ تشکیل پائے۔ بالخصوص چھوٹے بچوں سے محبت کرنا، ان سے محبت و شفقت سے پیش آنا، ان کے حقوق ادا کرنا، ساتھ ہی بزرگوں کی تعظیم اور توقیر بجالانا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزمرہ کی زندگی میں ہمہ وقت دوسرے لوگوں سے نیکی اور حسن معاشرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچوں پر رحمت و شفقت اور بزرگوں کی تعظیم و توقیر کریں۔

حدیث (۱۴): لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۵۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں راشی (رشوت دینے والا)، مرتشی (رشوت لینے والا) اور رشوت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں ان دونوں کے درمیان ترجمانی کرنے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ (مسند احمد: ۲۲۳۹۹)۔ رشوت: ہر وہ رقم یا عوض ہے جس کے ذریعہ کسی کا حق مارا جائے یا وہ رقم کسی ظلم کے عوض سے لی جائے، ناجائز نذرانہ وغیرہ۔ رشوت لینا اور دینا گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔

رشوت کا سلسلہ اسی وقت کسی قوم میں عام ہو جاتا ہے، جب عدل و انصاف اور مروت ختم ہو جائے اور انسانوں کے جائز حقوق ملنے کی راہ میں ظالم اہل کاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، یا کمائی کے حصول میں کسی حق دار کا حق مارا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق و مراعات جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔ اس لیے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن نسائی: ۲۶۳۱)

سرگرمی: رشوت کے دنیوی نقصانات۔ باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

حدیث(۱۵): اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۶۴۵)

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث میں فی سبیل اللہ دینے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حدیث میں اَلْیَدُ الْعُلْیَا سے مراد دینے والا ہاتھ ہے اور اَلْیَدِ السُّفْلٰی سے مراد لینے والا ہاتھ ہے۔ ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو کچھ آدمی خرچ کرتا ہے اس کو "صدقہ"، "خیرات" اور "انفاق فی سبیل اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ اوپر والا ہاتھ جو، ضرورت مندوں کو ضرورت کی چیزیں مہیا کرتا ہے، جُود و سخا کرتا ہے، وہ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے۔ اور اس کا مقام بہت اونچا اور بلند ہے اس ہاتھ سے جس ہاتھ کے ذریعہ دوسروں سے سوال کیا جائے، اپنی حاجتیں مانگی جائیں، وہ نچلا ہاتھ اور ذلت کا باعث ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کو جہاں تک ہو سکے سخاوت کرنے والے، دوسروں کو دینے اور دوسروں کے کام آنے والا بنیں، نہ گداگر اور دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے سائل بنیں جو کہ ایک گھٹیا بات ہے، اور کسی شخص پر بار بن کر زندگی نہ گزاریں ایسے کاموں سے بچیں تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی دو احادیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- اَکْمَلُ الْمومنین اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا۔
- خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ۔
- اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔

۲۔ "رشوت" کے نقصانات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ "حسنِ اخلاق" سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ اچھے انسان کی کیا علامات ہیں؟ تحریر کریں۔

۳۔ رشوت کسے کہتے ہیں؟ تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ حدیث میں جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچائے اس کو کہا گیا ہے:

(الف) افضل الناس (ب) اکرم الناس

(ج) خیر الناس (د) احب الناس

۲۔ حدیث میں لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے:

(الف) چغل خور کو (ب) غیبت کرنے والے کو

(ج) بہتان لگانے والے کو (د) رشوت لینے والے کو

۳۔ حدیث میں "اوپر والے ہاتھ" کو بہتر کہا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ:

(الف) دینے والا ہے (ب) لینے والا ہے

(ج) سوال کرنے والا ہے (د) بخل کرنے والا ہے

(ب) ۴۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۱۶ تا ۲۰

حدیث (۱۶): مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (صحیح البخاری: ۱۵۲۱)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالی کے لیے حج کیا اور پھر نہ اس نے بدکلامی اور گالی گلوچ کی نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ حج سے اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

تشریح: اس حدیث میں حج کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حج ارکان اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے، جو عاقل بالغ، صحت مند اور صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ حج بھی تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد پاک ہے: ”عمرے اور حج کو بار بار (نفلی عبادت کے طور پر) ادا کرو یہ دونوں گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے (لوہار اور سنار کی بھٹی) لوہے، سونے اور چاندی سے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے، اور حج مبرور (گناہوں سے پاک) کا ثواب تو جنت ہی ہے“ (سنن نسائی: ۲۶۳۱)۔ اور اس حدیث میں یہی تلقین کی گئی ہے کہ آدمی حج کے دوران صبر کا مظاہرہ کرے، بیہودہ فحش کلام خاص طور پر شہوت کی باتیں، بدکلامی، اللہ تعالیٰ کی کسی بھی قسم کی نافرمانی جو فسق کی حد میں آتی ہو، غیر قانونی و غیر شرعی کاموں اور لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے باز رہے اور حقوق اللہ میں کوتاہی کی معافی اور حقوق العباد میں کوتاہی کی تلافی کر لے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے گا۔ جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔

حدیث (۱۷): لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ، وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۲۷۳۶)

ترجمہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: ۱۔ جب وہ کسی مسلمان سے ملے تو وہ اسے سلام کرے ۲۔ اور جب وہ اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے ۳۔ اور جب اسے چھینک آئے تو وہ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (اللہ تم پر رحم کرے) کہے ۴۔ اور جب وہ بیمار ہو تو وہ اس کی عیادت کرے ۵۔ اور جب اس کا انتقال ہو تو وہ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو اور جنازے کے ساتھ ساتھ چلے ۶۔ اور جو کچھ وہ اپنے لیے پسند کرے وہ اس کے لیے بھی پسند کرے۔

تشریح: اس حدیث میں روزمرہ کی عملی زندگی میں مسلمان کے مسلمان کے اوپر اسلامی رشتے اور معاشرے کے چند چھ خاص باہمی حقوق کی ادائیگی کی تلقین بیان کی گئی ہے۔ جن سے دو مسلمانوں کا باہمی تعلق پیدا ہوتا ہے اور اس کی نشوونما ہوتی ہے، اس لیے ان کا خاص طور سے اہتمام کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (سورۃ الحجرات:۱۰) اسلام نے ان کے رشتہ اخوت کو اور مضبوط بنادیا۔ چنانچہ اسلام یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ محبت و الفت قائم اور دائم رہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے لیے خیر خواہ اور پورے سماج کے لیے کارآمد بن سکیں۔

سرگرمی ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق طلباء سے تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۸): اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ۔ (کنزالعمال، حدیث: ۲۸۶۹۷، ۲۸۶۹۸)

ترجمہ: علم حاصل کرو اگرچہ ملک چین سے ہی کیوں نہ ہو۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی عظمت اور اس کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ انسان کو اپنی ذات اور کائنات کے متعلق ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔ اور علم کے بغیر انسان دنیا میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اور علم کے حصول کے لیے محنت، جدوجہد اور مشقت برداشت کرنا ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر علم میں پختگی اور عمدگی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے لیے اگر سفر کی مشقت سامنے آجائے تو اس کو برداشت کرے۔ پہلے دور کے بہت بڑے محدثین، علماء اور سائنسدان علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے علمی سفر کیا کرتے تھے اور سفر و ہجرت کی مشقتیں برداشت کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ علوم و فنون کے حصول کے لیے ہم کو ملک چین بھی جانا پڑے تو وہاں بھی جا کر علم حاصل کرنے میں تکلیف و مشقت کو برداشت کریں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ علم کے حصول کے لیے بے انتہا محنت کریں اگرچہ دور دراز علاقوں کی طرف سفر کرنا پڑے تو بھی سفر اور مشقت برداشت کریں تاکہ دینی اور دنیوی ترقی حاصل کر سکیں۔

سرگرمی "حصول علم کی راہیں" طلبہ سے نکات باہمی مذاکرہ کے بعد تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۹): اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

تشریح:اس حدیث میں اخلاص کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہونا چاہیے۔ یہ حدیث اصلاح و تربیت کے لحاظ سے اہم ہے۔ اسلام اپنے تمام اعمال میں اخلاص و للّٰہیت کو خاص اہمیت دیتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی نیک کام کیا جائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، اس میں دنیاوی غرض، نمود و نمائش، طلب شہرت یا معاوضہ نہ ہو، دکھاوے سے بچا جائے۔ تمام انسانی اعمال میں انسان کے دل اور صحیح ارادہ و نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ اس عمل کے سرانجام دیتے وقت دل کی کیفیت اور رجحان کیسا ہے۔ اگر اخلاص و تقویٰ والا عمل ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں منظور و مقبول ہوگا اور اس کا ثواب بھی ملے گا، اور اگر اس عمل میں دنیوی مفاد مطلوب ہوگا تو بس وہی بات ملے گی، آخرت میں اللہ کے یہاں اس عمل کے بدلہ کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

سرگرمی استاد صاحب "اخلاص کے مطلب و اہمیت" کی کلاس میں مزید وضاحت کریں۔

حدیث (۲۰): اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۵)

ترجمہ: ایمان کی ستر یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں، پس ان سب میں سے افضل شاخ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے اور سب سے کم تر شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، جب کہ حیاء ایمان کی شاخ ہے۔

تشریح:اس حدیث میں ایمان کے شعبوں اور شاخوں کی تعداد، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، شرم و حیاء اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلام کی بنیادی اور ضروری باتوں پر پختہ یقین رکھنے اور اس عقیدہ کو زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے، چنانچہ اس حدیث میں بتایا گیا کہ کامل ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ شعبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے کیوں کہ اس کے ذریعہ ہی توحید کا اقرار ہوتا ہے جس کو اصل ایمان کہا جاتا ہے۔ ایمان کے دیگر شعبوں سے مراد عقائد، نیک اعمال اور اچھے اخلاق اور ظاہری و باطنی سب احوال ہیں، ایمان میں اخلاقی اعتبار سے آخری شعبہ یہ ہے کہ "مومن میں دوسرے لوگوں کو تکلیف سے بچانے کی خوبی ہو"۔ اس لیے راستہ سے کوئی بھی ایسی چیز جو راہگیروں کی تکلیف کا باعث ہو اس کو ہٹا دینا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

ایمان کی شاخوں میں "حیاء" بھی ایک اہم شعبہ ہے جو بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور حیاء انسان کی ایسی خوبی و خصلت ہے جو انسان کو بداخلاقی، بہت سی برائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے۔ یہ صفت جس شخص کے اندر ہوگی وہ برائی کے پاس نہیں بھٹکے گا اور بھلائی کی طرف مائل ہوگا۔ لہٰذا ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اندر ایمان کی شاخوں کو اپنائیں بالخصوص حیا کی خوبی و خصلت پیدا کریں تاکہ ہماری زندگی پاکیزہ اور ستھری ہو۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ أُمُّهٗ۔
- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ۔

۲۔ مسلمان کے مسلمان کے اوپر چھ خاص باہمی حقوق کی ادائگی پر مختصر طور پر مضمون لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ علم کی عظمت پر نوٹ تحریر کریں۔

۲۔ اخلاص سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۳۔ ایمان کا اعلیٰ شعبہ اور آخری شعبہ کونسا ہے؟ تحریر کریں۔

۴۔ حیا کا کیا مطلب ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ چھینک کے وقت سننے والا کہتا ہے:

(الف) الحمد للہ — (ب) یرحمك الله

(ج) بارك الله — (د) جزاك الله

۲۔ جب کوئی کسی سے ملے تو کہے:

(الف) اللہ اکبر — (ب) السلام علیکم

(ج) سبحان اللہ — (د) ماشاء اللہ

۳۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ کہلاتا ہے:

(الف) اخلاص — (ب) ریا

(ج) تقویٰ — (د) زہد

۴۔ حدیث میں طلب علم کے لیے کس ملک جانے کے لیے ترغیب دی گئی ہے:

(الف) یمن — (ب) شام

(ج) ایران — (د) چین

(ب) ۵۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۲۱ تا ۲۵

حدیث (۲۱): مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۸۹۳)

ترجمہ: جس نے کسی شخص کی اچھائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کو وہی اجر ملے گا جو اس بھلائی کرنے والے کو ملے گا۔

تشریح: اس حدیث میں بھلائی اور نیکی کرنے، نیکی اور بھلائی پر ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی تلقین و تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم پرہیز گاری اور نیکی کے کام میں ایک دوسرے کے تعاون کا حکم دیتا ہے جبکہ گناہ اور نافرمانی میں مدد کرنے سے روکتا ہے، (سورۃ المائدۃ:۲) چنانچہ کسی کو اچھا مشورہ، رہنمائی اور تعلیم و تربیت دینے کے ذریعہ جو کوئی بھی ثواب اس کام کرنے والے کو ملے گا، اس کے برابر اس کے معاون کو بھی ملے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بھلائی اور نیکی کی طرف خود بھی بڑھیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔

سرگرمی طلبہ سے بھلائی کے کاموں کی نکات کی صورت میں نشاندہی کروائیں مثلاً: کسی کو مفید مشورہ دینا۔

حدیث (۲۲): مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُّؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (صحیح مسلم، حدیث:۲۶۹۹)

ترجمہ: جس نے کسی مومن سے کوئی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کئی تکلیفوں میں سے تکلیف کو دور فرمادیں گے۔ اور جس نے کسی تنگدست مومن کو سہولت دی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں محتاجوں، بیماروں، اور مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت اور حاجت روائی کی تاکید و تلقین اور تنگدست قرضدار کو مہلت دینے کے اجر کو بیان کیا گیا ہے۔ حقوق العباد کی دو باتوں کو واضح کیا گیا ہے، جس کو خدمتِ خلق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے:

۱۔ کوئی مومن کسی تکلیف، مصیبت یا پریشانی میں ہو تو ایسی صورتحال کے وقت اس کی تکلیف دور کرنا، مدد اور حاجت روائی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ جس کے لیے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''جو اپنے بھائی کے کام میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتے ہیں''۔ (مسلم:۲۶۹۹)

۲۔ اگر کوئی مومن محتاج، بیمار، تنگدست، غریب و مسکین ہے تو اس کی خدمت، اعانت و مالی مدد کرنا اور اگر کسی مقروض نے کسی سے قرض لیا ہے، تو اس کے قرض میں مہلت دے کر سہولت پہنچانا بھی بڑے اجر کا کام ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں سے کوئی اچانک کسی آفت میں آجائے تو اس کو آفت سے نکالنے کے لیے کوشش کرنا چاہیے اور خدمتِ خلق میں خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں تاکہ ہمارے معاشرے کے افراد سکون و خوشحالی کی زندگی گزار سکیں۔ اور اسی میں فلاحِ دارین ہے۔

سرگرمی محتاجوں، بیماروں، اور مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت اور حاجت روائی کی صورتوں پر باہمی مذاکرہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۲۳): وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، قِیْلَ: وَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔
(صحیح بخاری:۶۰۱۶)

ترجمہ: اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ پوچھا گیا: کون یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ؟ (آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے) فرمایا: وہ شخص جس کے شر/تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں۔

تشریح: اس حدیث میں پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین و تاکید بیان کی گئی ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے پر وعید بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم "میں پڑوسی سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی تین قسموں کو پیش کیا ہے۔(سورۃ النساء:۳۶) ۱۔ پڑوسی جو رشتہ دار ہے، ۲۔ جو صرف پڑوسی ہے۔ ۳۔ اور جو عارضی طور پر پہلو میں کچھ وقت کے لیے ٹھہرا ہو۔ مثلاً: سفر، کلاس یا کسی ملاقات و مجلس وغیرہ کا ساتھی، چنانچہ تمام ہمسایوں سے بہتر سلوک کرنا چاہیے وہ آپ کے مذہب کا ہو یا کسی دوسرے مذہب کا، آپ کے نظریہ کا ہو یا اس کا نظریہ اور فکر الگ ہو۔ حدیث کی روشنی میں پڑوسی کے کام آنے اور تکالیف و ایذا رسائی سے محفوظ رکھنے کی تلقین ملتی ہے اور اس شخص کے لیے بڑی سخت وعید بتائی گئی ہے، جس سے اس کے پڑوسی تکلیف محسوس کرتے ہوں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا برتاؤ اور رویہ ایسا شریفانہ رہے کہ وہ ہماری طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں اور ان کے دلوں و دماغوں میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہم سے راضی ہوں۔

سرگرمی انسانی حقوق بالخصوص ہمسایہ کے حقوق طلبہ سے تحریر کروائیں۔

حدیث(۲۴): مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری:۶۱۳۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ یا تو اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

تشریح: اس حدیث میں تین باتوں کی ترغیب دی گئی ہے۔ ۱۔ مہمان کا اکرام کرنا، ۲۔ صلہ رحمی کرنا، ۳۔ اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا۔ یہ تینوں چیزیں بھی در حقیقت حقوق العباد ہی ہیں، جن کی ترغیب دی گئی ہے۔

مہمان کا اکرام: جب کوئی انسان سفر کر کے کسی بھی مقصد کے لیے کسی آدمی کے یہاں پہنچے تو وہ مہمان کہلاتا ہے، اس سے مناسب طریقہ سے آنے کا مقصد پوچھنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ اس کے رہائش، کھانے پینے اور آرام کا انتظام کرنا اور عزت و تکریم کرنا "مہمان کا اکرام" ہے۔

صلہ رحمی: اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا، بوقت ضرورت ان کے کام آنے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ہمدردی کا رویہ اپنانے کا نام "صلہ رحمی" ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور عمر لمبی ہو اس کو رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ (صحیح بخاری، حدیث:۲۰۶۷)۔

اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا: قرآن کریم میں حکم ہے: قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (سورۃ البقرہ:۸۳) ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کرو۔ جس بات سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو وہ اچھی بات ہے۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ لوگوں سے اچھا بولے اور غیر ضروری و بیہودہ گفتگو سے اجتناب کرے یا پھر خاموشی اختیار کرے، کیوں کہ اگر وہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو کم از کم نقصان سے تو بچا لے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزمرہ کی عملی زندگی میں ہم مہمان کا اکرام کریں، صلہ رحمی کریں اور ضرورت کے مطابق اچھی بات کہیں یا خاموش رہیں۔

سرگرمی گفتگو کے آداب۔ باہمی مکالمہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۲۵): اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۰۶۶)

ترجمہ: بدگمانی سے بچو، کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بلاضرورت خواہ مخواہ بدگمانی کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ کسی چیز کی تحقیق اور خبر گیری کے سوا کسی کے بارے میں اندازہ سے کچھ کہنا "ظن" یا گمان کہلاتا ہے، اگر اس میں اچھائی مقصود ہو تو یہ "حسنِ ظن" ہے، جو ایک پسندیدہ خوبی ہے، اور حدیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے، خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا عبادت ہے۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حسن ظن اچھی عبادت ہے۔ (مسند احمد، حدیث: ۷۹۵۶)۔ اور اگر کسی کے ساتھ برا گمان کیا جائے تو اس کو "بدگمانی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی کسی کی نیت پر شک کرنا اور بے وجہ اپنے دل میں اچھا خیال نہ رکھنا بدگمانی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس سے منع فرمایا گیا ہے: "اے ایمان والو! بدگمانیوں سے بچو، کیوں کہ یہ گناہ کا کام ہے" (سورۃ الحجرات: ۱۲)۔ چنانچہ کسی انسان کے بارے میں تمھارے پاس کتنی ہی بری شکایتیں پہنچتی ہوں، لیکن جب تک اس کی تحقیق نہیں ہوتی، تمھیں کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے آپس کا میل میلاپ کم ہو جاتا ہے، آہستہ آہستہ یہ بدگمانی دلوں میں نفرت اور دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جو کہ گناہ ہے۔

سرگرمی "بدگمانی کے نتائج/اثرات" نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔ مثلاً • تعلقات کا بگڑنا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔
- اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔

۲۔ ظن / گمان پر نوٹ لکھیں۔

۳۔ محتاجوں اور مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت کی وضاحت کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ پڑوسی کے اقسام بیان کریں۔

۲۔ اکرام الضیف کی وضاحت کریں۔

۳۔ صلہ رحمی سے کیا مراد ہے تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ اپنے رشتہ داروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا کہلاتا ہے:

(الف) اکرام الضیف (ب) صلہ رحمی

(ج) حسن ظن (د) حقوق العباد

۲۔ کسی چیز کی تحقیق کے سوا کچھ کہنا کہلاتا ہے:

(الف) یقین (ب) شک

(ج) ظن (د) خیال

۳۔ حدیث میں صلہ رحمی کا فائدہ بتایا گیا ہے:

(الف) صحت مند ہونا (ب) شہرت یافتہ ہونا

(ج) رزق کشادہ ہونا (د) معزز ہونا